عید میلاد النبی ﷺ حقیت کے آئینے میں

تحریر: ابو اُمامہ نوید احمد بشار، مدرس جامعہ علوم اثریہ جہلم

اللہ تعالیٰ نے جس مسلمان کو دولتِ ایمان سے نواز رکھا ہے، میدانِ محشر کے دن جواب دہی کا ڈر جو اپنے سینے میں رکھتا ہے، عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت سمجھانے کے لیے اُسے کوئی تفصیلی دلائل دینے کی ضرورت نہیں، معتدل دماغ کے ساتھ 12 ربیع الاول والے دن اور 13 ربیع الاول کی رات بازار میں نکل جائے، نام نہاد مسلمانوں کی خوشی منانے کا انداز ملاحظہ کرے، خانہ کعبہ، مسجدِ نبوی، مقام ابراہیم اور قبر رسول جیسے پاکیزہ مقامات کے گندی جگہوں پر خاکے بنائے جا رہے ہیں، ان کی زیارت باعث خیر و برکت اور کارِ اجر و ثواب سمجھی جاتی ہے جو کہ اخلاقی حوالے سے کئی قباحتوں اور خرابیوں کا پیش خیمہ ہے، مرد و زَن کا اختلاط ہوتا ہے، بے حیائی اور بے پردگی عروج پر ہوتی ہے، نوخیز لڑکے اور لڑکیاں اکٹھے ہوتے ہیں، تصاویر اُتاری جاتی ہیں، شرم و حیا کا جنازہ نکالا جاتا ہے، دین کے نام پر بے غیرتی، عریانی اور فحاشی کو فروغ دیا جاتا ہے، عورتیں بن ٹھن کر گھروں سے نکلتی ہیں۔

یقین نہیں آتا کہ ایسا سب کچھ مسلمان محبت رسولؐ میں کیسے کر لیتا ہے؟ بلکہ خوفِ خدا سے خالی دل والے شخص سے ہی ایسی توقع کی جا سکتی ہے، کیا اسلام ان خرافات کا نام ہے؟ ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ جو کہ اپنے لیے صحابہ کرامؓ کا کھڑا ہونا پسند نہیں فرماتے تھے، کیا اس فساد اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت کو پسند فرمالیں گے؟ کیا صحابہ کرامؓ کو کبھی کوئی خوشی کا موقع نہیں آیا؟ اگر آیا جو کہ انہیں فتح مکہ، نبی کریم ﷺ کی مدینہ آمد اور دیگر کئی ایک موقعوں پر بالکل میسر آیا تھا، کیا انہوں نے اس انداز سے خوشی کی؟ کیا محبت رسولؐ اس چیز کا نام ہے کہ بارہ ربیع الاول کے دن بازار سجا لیے جائیں، شرعی حدود و قیود کی پامالی کی جائے، ڈھول کے سامنے رقص کیا جائے، طرح طرح کے کھانے پکا لیے جائیں اور بس........ پھر سارا سال نہ نماز پڑھی جائے اور نہ نبی کریم ﷺ کے تعلیمات کو سینے سے لگایا جائے، خوفِ خدا سے سرشار مسلمان کا ایسی صورت میں یہی جواب ہوگا کہ اس ساری بدعملی سے شیطان تو خوش ہوتا ہے، رب رحمٰن نہیں، یہ سب حرکات خرافات تو ہو سکتی ہیں، دینِ اسلام نہیں......کیونکہ محبت کا تقاضا تو نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرنا ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (وَإِنَّمَا تَعْظِيمُ الرُّسُلِ بِتَصْدِيقِهِمْ فِيمَا أَخْبَرُوْا بِهِ عَنِ اللهِ وَطَاعَتِهِمْ فِيمَا أَمَرُوْا بِهِ وَمُتَابَعَتِهِمْ وَمَحَبَّتِهِمْ وَمُوَالَاتِهِمْ) ''رسولوں کی تعظیم تو بس

ان کی دی ہوئی خبروں کی تصدیق کرنے، ان کے احکام میں ان کی اطاعت کرنے، ان کی پیروی کرنے اور ان سے محبت ومودّت کرنے میں ہے۔"

(کتاب الرد علی الاخنائی، ص: 24۔25)

قارئین کرام! یہ تو تھا نبی کریم ﷺ کی جدائی میں ہماری عقیدت کا انداز، دوسری طرف صحابہ کرام نے اپنی عقیدت اور اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کی مفارقت کے لمحات کیسے گزارے، اُن کی غم کے مارے کیا حالت تھی، غموں نے کس قدر ان کو نڈھال کر رکھا تھا، اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کی جدائی میں کس قدر غمگین تھے، اس کا کچھ اندازہ آنے والی روایات سے لگایا جاسکتا ہے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا انداز عقیدت

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

(قَلَّ لَيْلَةٌ تَأْتِي عَلَيَّ إِلَّا وَأَنَا أَرَى فِيهَا خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَسٌ يَقُولُ ذٰلِكَ وَتَدْمَعُ عَيْنَاهُ) "کم ہی کوئی رات ایسی گزری ہوگی جس رات (خواب میں) مجھے اپنے دوست رسول اللہ ﷺ کی زیارت نہ ہوئی ہو، یہ بات بیان کرتے ہوئے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔"

(مسند الامام احمد: 216/3؛ وسندہ صحیح)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت

رفیق غار، نبی کریم ﷺ کے حضر وسفر کے ساتھی اور خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی غم کی حالت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یوں بیان کرتی ہیں: (إِنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهِ، فَوَضَعَ فَمَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى صُدْغَيْهِ، وَقَالَ: وَانَبِيَّاهُ، واخَلِيلاهُ، وَاصَفِيَّاهُ) "نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے، انہوں نے اپنا منہ نبی کریم ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھ دیا اور اپنے ہاتھ نبی کریم ﷺ کی کنپٹیوں پر رکھ دیئے اور کہنے لگے: ہائے میرے نبی، ہائے میرے خلیل، ہائے میرے دوست!۔" (مسند الامام احمد: 31/6؛ وسندہ حسن)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حالت

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے غم کی حالت اپنی زبانی یوں بیان کرتے ہیں:

(وَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ، حَتَّى مَا تُقِلُّنِي رِجْلَايَ، وَحَتَّى أَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ حِينَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا، عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ)

''اللہ کی قسم! مجھے اس وقت ہوش آیا، جب میں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا، تو میں سکتہ میں آ گیا اور ایسا محسوس ہوا کہ میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا پائیں گے اور میں زمین پر گر جاؤں گا، البتہ جب میں نے ان آیات کی تلاوت سنی تو مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واقعی وفات پا گئے ہیں۔'' (صحیح البخاری: 4454)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حالت

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (فَلَمَّا دَفَنَّا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَجَعْنَا قَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا أَنَسُ، أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ دَفَنْتُمْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي التُّرَابِ وَرَجَعْتُمْ) ''جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین سے فارغ ہوکر واپس آئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: انس! تم نے کیسے گوارا کیا کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹی تلے دفن کر کے اور خود واپس چلے آئے۔'' (مسند الامام احمد: 204/3؛ وسندہ صحیح)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجموعی حالت

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، وَمَا نَفَضْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَيْدِي وَإِنَّا لَفِي دَفْنِهِ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا)

''جس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں (ہجرت فرما کر) تشریف لائے تھے، اس کی ہر چیز (خوشی سے) چمک اٹھی تھی، مگر جس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، اس کی ہر چیز (غم سے) تاریک ہوگئی تھی، ہم نے ابھی مٹی نہیں جھاڑی تھی، ابھی ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کرنے ہی میں مصروف تھے، لیکن ہمارے دل اس بات کو تسلیم ہی نہیں کر رہے تھے (کہ ہمارے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے جدا ہو گئے ہیں)۔''

(مسند الامام احمد: 221/3، 268، سنن الترمذی: 3618؛ سنن ابن ماجہ: 1631؛ وسندہ حسن)

مگر افسوس ہے، ان خواہشات پرستوں اور پیٹ کے پجاریوں پر، جنہیں صحابہ کرام اور اہل بیت کی

اس پریشانی سے کوئی سروکار نہیں، انہوں نے اس دن کو اپنی شکم پروری کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

قارئین کرام! ہمارا مطلب ہرگز نہیں کہ نبی کریم ﷺ سے محبت نہ کی جائے، سیرت النبی ﷺ کے تذکرے نہ کیے جائیں، صرف یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جی بھر کا اظہار محبت کیا جائے مگر جھوٹے قصے اور کہانیاں، من گھڑت باتیں اور باطل اعمال نبی کریم ﷺ کی مبارک ذات کی طرف منسوب نہ کیے جائیں، لیکن المیہ یہ ہے کہ بعض لوگ نبی کریم ﷺ کے معاملہ کو انتہائی حقیر وفقیر سمجھتے ہوئے سینہ زوری سے کام لیتے ہیں کہ ماہ ربیع الاول میں محبت رسول کا سہارا لے کر جو وہ اعمال کرتے جاتے ہیں، بلکہ ''حرکتوں'' کا لفظ استعمال کرنا چاہئے، اس پر تمہارے پاس آخر کیا دلیل وثبوت ہے؟ تو آگے سے گستاخ کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں اور یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہم تو صرف محبت رسول میں کرتے ہیں، اس ضمن میں ہم کہتے ہیں کہ محبت رسول کا طریقہ کون متعین کرے گا؟ کیا ہر ایک محبت رسول کے دعویٰ میں جو اس کے دل میں آئے گا، کرے گا، یا اس کا کوئی سلف ہوگا یا پھر کوئی دلیل راہنما ہوگی، محبت رسول کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی مبارک قبر کے خاکے بنا کر اس کے ساتھ جسم ملتے رہیں، بے حیائی، بے پردگی اور بے عملی کو فروغ دیں، محبت رسول کے اظہار کے لئے معیار صحابہ کرام ہیں، وہ ایسا نہیں کرتے تھے، لہٰذا ہم بھی ایسا نہیں کریں گے کیونکہ یہ دین نہیں ہے۔ نہ ہی محبت رسول کا تقاضا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیا کے یوم ولادت اور یوم وفات کی تاریخ کو افراد اُمت پر پوشیدہ رکھا، خالق کائنات کے اس امر میں بڑی حکمت بالغہ مضمر ہے، ان کی ولادت اور وفات کے دنوں کو مختلف قسم کی رسومات کے ساتھ خاص کرنا واضح طور پر غیر اسلامی شعار ہے، بعض لوگ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں عید میلاد النبی کا انعقاد کرتے ہیں، جو کہ بیسیوں بدعات، خرافات اور منکرات کا مرکب ہے، سلف صالحین، ائمہ دین کی صریح مخالفت اور غلوّ فی الدین ہے، نبی کی ولادت کی خوشی میں عید منانا عیسائیوں کا وطیرہ ہے۔ مروجہ عید میلاد النبی عید میلاد عیسیٰ کے مشابہہ ہے۔ جبکہ کفار کی مشابہت اور ان کی رسومات پر عمل کرنے سے منع کیا گیا ہے،، لہٰذا ضرورت اس اَمر کی ہے کہ مومن کو اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر مدنظر رکھنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا مسئلہ بہت سخت ہے، کہیں یہ جھوٹی محبت کے دعوے روزِ قیامت وبالِ جان نہ بن جائیں گے۔